موصل اسلام کے شاندار دور میں!

خالد کمال مبارکپوری متعلم دار العلوم دیوبند

میسوپوٹیمیا ملوک ساسان کی قلمرو میں تھا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مسلمانوں نے ساسانیوں کو شکست دینے کے بعد اسے اپنے قبضہ میں کر لیا تھا۔ دجلہ اور فرات دو دریاؤں کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے دو حصوں میں منقسم ہے۔ شمالی حصّوں کا نام عربوں نے اپنی اصطلاح میں الجزیرہ رکھا۔ اور جنوبی حصے کا نام عراق "الجزیرۃ" پہلے عام طور پر تین حصّوں میں منقسم تھا۔ دیار ربیعہ۔ دیار مصر۔ عرب کے یہ تینوں قبیلے قبل اسلام ہی ساسانیوں کی حکومت میں یہاں جا کر بس گئے تھے۔ اور اس علاقے کے حصوں کو ان لوگوں نے اپنے اپنے قبیلے کے نام سے موسوم کر دیا تھا۔ موصل اسی دیار ربیعہ کا صدر مقام تھا۔ چونکہ یہ مقام دریائے دجلہ کے مغربی کنارے اس جگہ واقع ہے۔ جہاں دریا کی بہت سی شاخیں آ کر ملتی ہیں۔ اس لئے اس مقام کا نام "موصل" یعنی سنگم رکھ دیا گیا۔

ساسانیوں کے عہد میں جو شہر یہاں آباد تھا اس کو "بوذار دشیر" کہتے تھے۔ خلفائے بنی امیہ کے عہد میں موصل بہت عروج پر تھا۔ حتی کہ خلیفہ مروان بن محمد کے عہد میں موصل الجزیرہ کا صدر مقام بن گیا۔ مروان نے یہاں ایک مسجد بنوائی۔ جو بعد میں "المسجد القدیم" کے نام سے مشہور ہوئی۔

"ابن حوقل ۳۵۸ھ میں موصل پہونچا تھا۔ وہ لکھتا ہے موصل ایک خوبصورت شہر ہے۔ جس کی زینت میں چار چاند لگانے والے اس کے بارونق اور سجے ہوئے بازار ہیں"۔

علامہ بشاری مقدسی احسن التقاسیم میں لکھتے ہیں کہ

وہ غیر معمولی طور پر عمدہ بنا ہوا ہے۔ اس کا قلعہ "المربعہ" کہلاتا ہے اور نہر زبیدہ کے کنارے واقع ہے "سوق الاربعاء" یعنی چہار شنبہ کو بازار لگا کرتا ہے جامع مسجد جسے خلیفہ مروان نے بنوایا تھا ایک بلند مقام پر واقع ہے جس پر چڑھنے کے لئے سیڑھیاں بنائی گئی ہیں مسجد کے دالانوں سے ہو کر صحن میں جانے کے لئے جو دروازے بنائے گئے ہیں۔ ان میں کواڑ نہیں ہیں۔ موصل کے بازار بھی اکثر و بیشتر پختہ ہیں اور ان میں پتھر بچھے ہوئے ہیں۔ ۵۸۰ھ میں علامہ ابن جبیر اندلسی بھی موصل گئے تھے انھوں نے بھی اس شہر کے حالات لکھے ہیں۔ ان سے کچھ پہلے سلطان نور الدین زنگی نے ایک نئی جامع مسجد موصل کے بازار میں بنوائی۔ فصیل کے

باہر بہت سی بڑی بڑی آبادیاں تھیں جن میں کثرت سے مسجدیں، سرائیں اور حمام موجود تھے۔ موصل کا شفاخانہ اور قیصریہ نام کے ایک بازار کی عمارتیں بہت مشہور تھیں۔ قزوینی جو چوتھی صدی ہجری میں تھا اور جس نے عجائب المخلوقات نامی دو جلدوں میں ایک کتاب لکھی اس میں مختلف صوبوں اور شہروں کی پیداوار اور تجارت کے متعلق نہایت اچھے حالات ملتے ہیں۔ اس نے موصل کے قلعہ کی گہری خندق اور اونچی دیوار کا خاص طور پر ذکر کیا ہے۔ لکھتا ہے کہ شہر کے اردگرد باغات بکثرت تھے جن میں رہٹ کے ذریعے پانی دیا جاتا تھا۔ نیز اس نے یہودیوں کی ان خانقاہوں کی ایک مکمل فہرست بھی پیش کی ہے جو موصل کے قریب واقع تھیں۔

مذکورہ بالا عبارات سے مسلمانوں کے فن تعمیر اور فنون لطیفہ سے دلچسپی کا اندازہ ہوتا ہے اور ابن بطوطہ نے تو فخریہ لکھا ہے۔ شہر کی حفاظت کے لئے دہلی کی طرح یہاں بھی دوہری فصیلیں ہیں اور ان میں جا بجا اونچے برج بنے ہوئے ہیں۔ شہر کا قلعہ الحدبا کہلاتا ہے۔ سلطان نور الدین زنگی کی جامع مسجد میں سنگ مرمر کا ایک ہشت پہلو حوض ہے جس میں ایک فوارہ لگا ہوا ہے دجلہ کے کنارے ایک نئی مسجد ہے جس کی محراب میں سنگ تراشی کا کام ایسا نازک اور باریک ہے کہ اس پر لکڑی کے نفیس کام کا گمان ہوتا ہے۔ دجلہ کے دوسرے کنارے پر نینوہ میں حضرت یونس ؑ کا مزار واقع ہے۔ نینوہ موصل کے تمام علاقوں میں سب سے زیادہ زرخیز مقام ہے۔ اس کے قریب ہی ایک صحت بخش چشمہ تھا۔ جسے حضرت یونس ؑ کے نام پر "عین یونس" کہا جاتا تھا۔ اس سے متصل ایک مسجد بھی یہیں پر وہ کدو کا درخت تھا جسے حضرت یونس ؑ نے اپنے ہاتھ سے لگایا تھا۔

برطلا، اور کرمالیس موصل سے چند میل دور مشرق میں دو چھوٹے چھوٹے شہر آباد تھے۔ ان سے ذرا شمال میں باعشلیقا میں ایک خاص قسم کی گھاس پائی جاتی تھی جو خنازیر (کنٹھ مالا) اور بواسیر کے مریضوں کے لئے مجرب اور کامیاب دوا سمجھی جاتی تھی۔

یاقوت حموی رومی کا کہنا ہے کہ یہ ایک چھوٹا سا شہر ہے اس میں ایک نہر ہے جس سے متعدد پن چکیاں چلتی ہیں اور شہر کے باغات سیراب ہوتے ہیں۔ ان باغوں میں زیتون، کھجوریں، نارنگیاں بکثرت پیدا ہوتی ہیں یہاں ایک بڑا بازار قیصریہ ہے جس میں نہایت ہی عمدہ عمدہ حمام ہیں ساتویں صدی ہجری میں یہ شہر زیادہ تر عیسائیوں کی آبادی پر مشتمل تھا۔ برطلا جو باعشلیقا سے چند میل جانب جنوب میں واقع تھا۔ اس کے متعلق لکھتا ہے کہ وہ ایک بڑا تجارتی مقام ہے آبادی زیادہ تر عیسائیوں کی ہے۔ یہاں ایک خوبصورت جامع مسجد موجود ہے اور بہت سے مسلمان رہتے ہیں۔ برطلا کا ہولو اور نمبر کی کاریاں اپنی مثال آپ ہیں۔ روئی بہت عمدہ پیدا ہوتی ہے۔

برطلا سے چند میل جانب جنوب میں کرمالیس کا شہر واقع ہے۔ یہاں ایک بہت بڑا بازار ہے شہر کی آبادی اوسط درجہ کی ہے۔ تجار کی آمد و رفت اکثر رہا کرتی ہے۔

موصل سے سات فرسخ جانب شمال بلد واقع ہے۔ یاقوت لکھتا ہے کہ یہاں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد میں سے کسی بزرگ کا مزار ہے۔ بلد قدیم ایرانی شہر شہر آباد کی جگہ واقع ہے۔ اس کا نام بجائے بلد کے اکثر بلطابی لکھا جاتا ہے۔ نیز لکھتا ہے کہ یہ ایک بڑا شہر ہے۔ بلد کے سنگین مکانات کا جو خوبصورتی سے بنائے گئے تھے اور وہاں کے خوبصورت بازار اور جامع مسجد کا جو وسط شہر میں تھی

(باقی صفحہ دیگر)

صدرِ مصر کرنل ناصر کا پیغام

جمعہ ۹ نومبر سنہ ۱۹۵۶ء کو صدرِ مصر کرنل ناصر نے جامعہ ازہر مصر کی مسجد میں تقریر کی

میرے ہموطنو!

آج دنیا ایک فیصلہ کن دور سے گذر رہی ہے اور دنیائے انسانیت سخت خطرہ میں ہے لیکن کیا اس خطرہ کے لئے مصر ذمہ دار ہے؟ مصر اپنی پالیسی کی وضاحت کر چکا ہے۔ وہ اپنی آزادی اور خود مختاری اور اس کا تحفظ چاہتا ہے۔ میں آپ کی طرف سے بار بار کہہ چکا ہوں کہ ہم امن چاہتے ہیں۔ میں یہی بات بنیڈونگ، برطانوی (یوگوسلاویہ) اور مصر میں ہر جگہ کہہ چکا ہوں۔ تاہم امن اور قبول اطاعت میں بڑا فرق ہے۔ ہم ایک آزاد ملک میں رہنا چاہتے ہیں۔ اور ہماری خواہش ہے کہ مصر ایک آزادانہ پالیسی کا حامل رہے۔ وہ کسی قوم کے سہارے زندہ رہنا نہیں چاہتا۔ ہم لندن یا کسی اور ملک سے احکام حاصل نہیں کریں گے۔ ہم ایک اچھی اور عمدہ زندگی گذارنے کے خواہشمند ہیں۔ اسی کے ساتھ ہم نے کبھی امن کے خلاف کوئی کام نہیں کیا۔ آج دنیا جس خطرہ سے دوچار ہے اس کے لئے مصر کو ذمہ دار قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اس کی ذمہ داری ان لالچی سامراجیوں پر ہے جو اس ملک کو ایک نو آبادی میں تبدیل کرنا چاہتے ہیں۔ اور جو چاہتے ہیں کہ ہم اپنی آزادی، اپنی خود مختاری اور اپنی عزت و وقار کو ان کے حوالے کر دیں۔ اور انہی سے اپنے لئے احکام حاصل کریں۔ مجرم وہ امپیریلیسٹ ہیں جنھوں نے ہمارے ملک پر حملہ کیا اور ہمارے لوگوں کی بے عزتی کی۔ جیسا کہ میں کہہ چکا ہوں کہ خواہش امن اور دوسری قوموں کے سامنے قبول اطاعت میں بڑا فرق ہے ہم امن چاہتے ہیں۔ مگر عزت و شان کے ساتھ۔ ہم اپنے خون پسینہ سے امن کا دفاع کرنے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن ہم قبول اطاعت کے لئے ہرگز تیار نہیں ہیں۔ امن کا مقصد جیسا کہ ہم سمجھتے ہیں یہ ہے کہ ہم آزاد اور خود مختار ہوں اور خود ہی حکومت کریں۔ انقلاب کے بعد سے مصر برابر امن کے لئے کام کرتا رہا ہے۔ لیکن جنگ باز ہمیں اکیلا نہیں رہنے دیتے۔ سامراجیوں کو یہ بات پسند نہیں کہ مصر بھی اپنا سر اٹھائے اور امن کے لئے کام کرے۔ وہ تو یہ چاہتے ہیں کہ ہم ان کے اشاروں پر ناچیں۔ لیکن میں نے آپ لوگوں کی طرف سے ان کو خواہش کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہے اور اس کے برعکس میں نے انھیں متنبہ کر دیا ہے کہ ہم ایک اور با عزت زندگی گذارنا چاہتے ہیں۔ ہمارے بزرگ اس مقصد کی خاطر قربان ہو گئے اور خود ہم بھی اس کے لئے اپنی جانیں قربان کرنے کو تیار ہیں۔

ہمارے آبا و اجداد سنہ ۱۸۸۲ء، سنہ ۱۹۱۹ء اور سنہ ۱۹۵۶ء کی جنگ میں شہید ہوئے۔ آج ہم بھی اسی قسم کی جنگ کر رہے ہیں

ہم سے پہلے ہمارے بڑوں نے قبول اطاعت نہیں کی ہم بھی نہیں کریں گے بلکہ ہم بھی لڑیں گے اور جان پر کھیل کر لڑیں گے۔
کہا جاتا تھا کہ مصری لوگ طاقت کا مقابلہ نہیں کریں گے۔ لیکن میں نے آپ کی طرف سے اعلان کر دیا تھا کہ ایسا سمجھنا غلطی ہے۔ مصر آخری دم تک لڑنے کا عزم کئے ہوئے ہے وہ اپنی آزادی اور خودمختاری کی حفاظت کرے گا۔ وہ دن چلے گئے۔ جب حملہ کر کے سلطنتیں قائم کی جاتی تھیں۔ یہ ملک اب اپنا دفاع اور اپنی حفاظت کرنے کے قابل ہے خواہ حملہ کسی طرف سے بھی کیوں نہ ہو۔

ایڈن ہم سے کیا چاہتا ہے؟ میں آپ کو بتاؤں گا کہ وہ کیا چاہتا ہے۔ وہ مصر پر حکمرانی کرنا چاہتا ہے۔ وہ یہ کہتا ہے کہ وہ میرے خون کا پیاسا ہے۔ بیشک وہ ہے محض اس لئے کہ میں نے امپیریلزم اور استعماریت کا ایجنٹ بننے سے انکار کر دیا میں یہاں استعماریت پسندوں اور جنگ بازوں کے نمائندوں کی حیثیت سے نہیں، بلکہ مصر کے نمائندے کی حیثیت سے ہوں۔ ایڈن اپنے سفارت خانہ مصر کے ذریعے مصر پر حکومت کرنا چاہتا تھا جیسا کہ وہ کبھی کرتا تھا۔ یہ ایڈن تھا جس نے اس جنگ کو ہم پر ٹھونسا اور اس کی عیاری اور مکاری سے موجودہ صورت حال پیدا ہوئی۔ لیکن میرے ہم وطنو۔ میں آپ لوگوں کے نام پر اعلان کرتا ہوں۔ ساری دنیا کے سامنے۔ کہ ہم کبھی ہتھیار نہ ڈالیں گے اور اطاعت قبول نہ کریں گے۔ ہم اپنے ملک کی آزادی اس کی عظمت اور اس کی عزت کا بچاؤ کریں گے۔ اسرائیل، برطانیہ اور فرانس سے دس دن تک جنگ کرنے کے بعد ہم اپنا یہ عزم رکھتے ہیں آج ہم سب ایک ہیں۔ سب کا دل ایک ہے۔ اور ہمارا ایک ہی مقصد ہے۔ ۲۹ اکتوبر کو جب اسرائیل نے جارحانہ اقدام کیا تو وہ محض اینگلو فرانسیسی اسکیم کو عملی جامہ پہنا رہا تھا۔ ۲۹ اکتوبر کے دن اسرائیل کی فوجیں اس مقام پر مصری علاقہ کی طرف بڑھیں جہاں ہماری فوجیں موجود نہیں تھیں۔ اسی دن شام کو برطانیہ نے اعلان کیا کہ وہ صورت حالات سے ناجائز فائدہ اٹھا کر مداخلت نہیں کرے گا۔ لیکن آپ کو یاد ہوگا جب اسرائیلیوں نے اردن میں قل قلیہ پر حملہ کیا تھا تو میں نے شاہ حسین کے نام ایک تار میں استعماریت کے خلاف اور ان کے خلاف تنبیہ کی تھی جو اسرائیل کی پشت پناہی کر رہے ہیں۔ پیر کے دن یعنی ۲۹ اکتوبر کو اسرائیلی فوجوں نے صحرائے سینائی میں ہماری فوجوں سے کوئی مقابلہ نہیں کیا بلکہ سرحد پر بعض ان مقامات پر مورچے بنائے جہاں ہماری فوجیں نہیں تھیں۔ منگل کے دن ہماری فوجیں مشرقی سرحدوں کی طرف بڑھیں اور بڑھ کر وہ دشمن سے ٹکر لینے کے لئے سرحدوں پر پہونچ گئیں۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ منگل اور بدھ کے دن ہم صرف اسرائیل سے برسرپیکار رہے اور ہماری فوج کا بیشتر حصہ سرحدوں پر تھا۔ برطانیہ کے اس اعلان کے بعد کہ وہ مداخلت نہیں کرے گا منگل کے دن ہمارا فضائی بیڑہ پوری طرح میدان میں آگیا اور ہمارے بمباروں نے دشمن کے ہوائی اڈوں اور فوجی اجتماعات کو اپنی بمباری کا نشانہ بنا دیا۔ ہمارے ہوابازوں نے کسی آرام کے بغیر کام کیا وہ صرف تیل لینے کے لئے نیچے اترتے تھے اور پھر اڑ جاتے تھے۔ پیر منگل اور بدھ کے دن ہم نے صرف تین طیارے کھوئے جب کہ اسرائیلی فوجوں کو اپنے ۱۸ ہوائی جہازوں سے ہاتھ دھونا پڑا۔ اس سے صاف

ظاہر ہے کہ ہمارے فضائی بیڑہ کو میدان جنگ میں پوری طرح برتری حاصل تھی۔ بدھ کے دن یہ معلوم کرکے میری حیرت کی کوئی انتہا نہیں رہی کہ ۱۸ ہوائی جہازوں میں جنھیں گرایا گیا تھا بیشتر فرانسیسی طیارے تھے۔ اور ہمارے طیارچیوں نے دیکھا کہ اسرائیلیوں کے پاس اور بھی فرانسیسی ہوائی جہاز تھے، جو اسرائیلی فضائی بیڑہ سے زیادہ تھے۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ فرانس نے چھپ کر اسرائیلیوں کی مدد کرنے کا فیصلہ کرلیا تھا۔ پھر بھی ہمارے فضائی بیڑے کو فضا میں برتری حاصل رہی۔ بدھ کے دن ۶ بجے شام تک ہماری خاص فوجوں کا دشمن کی فوجوں سے مقابلہ نہ ہوا تھا۔ صرف مشرقی سرحدوں پر الحوم اور ابواجیلا کے درمیان لڑائی لڑی گئی تھی۔ اسرائیلیوں کو تین بار پیچھے دھکیلا گیا۔ اور انھیں اس کے لئے زبردست نقصان برداشت کرنا پڑا۔ اسی دن شام کے ۶ بجے جب ایک زبردست سازش عمل میں آئی اور اخلاقی قدروں کو انتہائی شرمناک طریقہ پر پامال کیا گیا۔ یہی وقت تھا جب برطانوی جٹ طیاروں نے قاہرہ کے بین الاقوامی ہوائی اڈہ پر بم برسائے اور یہ بات معلوم ہوگئی کہ برطانیہ نے اسرائیل کی مدد کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اسی دن شام آزاد برطانیہ ریڈیو جو قبرص میں قائم کیا گیا تھا نے اعلان کیا کہ برطانیہ، فرانس اور اسرائیل میں ایک سمجھوتہ ہوا ہے جس کا مقصد مصری اور اسرائیلی فوجوں کو الگ کرنا اور عالمی امن کو برقرار رکھنا ہے۔ "عالمی امن کے تحفظ" کے الفاظ اس لئے استعمال کئے گئے، تاکہ دنیا کو دھوکہ دے سکیں۔ تمام رات قاہرہ کے ہوائی میدانوں پر حملے ہوتے رہے اور اس طرح برطانیہ کا مقصد بالکل واضح ہوگیا۔

ایڈن نے دارالعوام میں متحارب پارٹیوں کو الگ کرنے کے سلسلے میں جو بیان دیا تھا وہ ایک بہت بڑا جھوٹ تھا اور وہ صرف مصر کو نقصان پہونچانا اور مشرقی سرحدوں پر جو مصری فوجیں جمع ہو رہی تھیں انھیں تباہ کرنا چاہتا تھا تاکہ یہ دکھائے کہ اسرائیلیوں کے مقابلے میں ہم ہار گئے۔ اگر ایڈن میدان میں کھلم کھلا ہم سے لڑتا تو ہم اس کا خیر مقدم کرتے اور اس سے اس طرح لڑتے جس طرح مردوں کو لڑنا چاہیئے۔ لیکن اس نے فریب اور مکاری سے کام لیا اور امن کے نام پر قاہرہ پر اور اس کے ہوائی میدانوں پر بمباری کی۔ یہ ایک ایسی جنگ تھی جس کا اخلاقی قدروں سے کوئی تعلق نہیں ہے جو کچھ برطانیہ نے ۱۸۴۰ء میں کیا تھا ایڈن اُسے دُہرانا چاہتا تھا۔ اس وقت میں نے بہت تیزی سے اقدام کیا اور فیصلہ کیا کہ مشرقی محاذ سے فوجیں واپس بلالی جائیں۔ ایڈن ہماری فوجوں کو صحرائے سینائی میں الگ تھلگ کر دینا چاہتا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ برطانیہ کو اُمید تھی کہ ایک مرتبہ اگر مصری فوجوں کو شکست ہوئی تو وہ مصر کو اپنی کالونی بنا سکے گا

ایڈن نے آپ کے صدر کو الٹی میٹم دیا تھا کہ وہ پورٹ سعید۔ اسماعیلیہ اور سویز میں اینگلو فرانسیسی فوجیں رکھنے پر رضا ہوجائے تاکہ جنگ بند ہو اور نہر سویز کی حفاظت ہوسکے۔ کوئی مصری بھی اس قسم کے الٹی میٹم کو منظور نہ کرسکتا تھا۔ ہماری فوجیں جمعرات اور جمعہ کو سینائی سے واپس آگئیں یہ خدا کا فضل وکرم تھا کہ وہ اپنے اس مقصد میں کامیاب ہوئیں اس لئے کہ اس وقت فضا سے برطانیہ اور فرانس کے ہوائی جہاز بمباری کر رہے تھے قدرتی طور پر اس وقت

نقل وحمل کی کچھ گاڑیوں کو نقصان ہوا لیکن جلد ہی نہر سویز کے برطانوی ڈپوؤں سے ہم نے یہ سامان سے کم نقصان پورا کر لیا۔ جمعہ تک ہماری تمام فوجیں سینائی سے واپس آگئی تھیں سوائے جانباز دستوں کے جنھیں لڑنے کے لئے چھوڑ دیا گیا تھا۔ تاکہ وہ حملہ آور فوجوں کا راستہ روکے رکھیں ان دستوں نے بڑی دلیری سے خوفناک جنگ لڑی اور اس طرح اپنی فوجوں کی حفاظت کی اور اپنے فرض کی ادائیگی میں وہ کامیاب ہوئے۔

بدھ کے دن اسکندریہ، قاہرہ اور نہر سویز پر بمباری سخت ہو گئی اور ہم کو ایسے حالات سے گذرنا پڑا کہ گذشتہ جنگ عظیم میں بھی ایسے حالات پیدا نہ ہوئے تھے۔ برطانوی وزیر جنگ نے سمجھا تھا کہ وہ ۲۴ گھنٹہ میں مصر کو قبول اطاعت کے لئے مجبور کر دیں گے اور یہ کہ مصریوں میں اتحاد نہیں ہے۔ لیکن ہم اپنی آزادی کی حفاظت کا عزم کر چکے تھے۔ اگرچہ دو بڑے سامراج ملک ہمارے مقابلے پر تھے۔ آپ کی فوجوں اور پورٹ سعید کے باشندوں نے سخت جنگ لڑی اور انھوں نے کامیابی کے ساتھ حملہ آوروں کا مقابلہ کیا۔ پیر کے دن ایڈن نے اعلان کیا کہ اسماعیلیہ نے قبول اطاعت کر لی ہے۔ لیکن آپ کی طرح میں نے اس خبر پر یقین نہیں کیا اس لئے کہ میں جانتا تھا کہ اس ملک کے لوگ مرنا پسند کریں گے لیکن ہتھیار نہیں ڈالیں گے۔ اسی طرح پورٹ سعید کے لوگوں نے اپنی مادر وطن کی حفاظت کی اور سامراجیوں کی اسکیموں کو خاک میں ملا دیا۔ صرف کل کے دن برطانوی وزیر جنگ نے اس بات کا اقرار کیا کہ پورٹ سعید میں جنگ جاری ہے اور یہ کہ اس پر قابو پانے کے لئے تین دن لگیں گے۔

میرے ہموطنو! لڑائی کے وقت میں پورٹ سعید میں اس ملک کے باشندوں کے ساتھ تھا میں جانتا ہوں ان کے احساسات کیا تھے۔ پورٹ سعید نہ صرف مصر اور دنیائے عرب کے، بلکہ دنیا کے ہر چھوٹے ملک کے لئے جنگ کر رہا ہے اس شہر کے لوگوں نے اعلیٰ اصولوں کی بقا کے لئے جام شہادت نوش کیا ہے۔ جس کے بغیر زندگی بیکار ہو جاتی اسلام اور مسیحیت کے آغاز کے وقت بھی اسی طرح شہریوں نے اپنی جانیں دیں تاکہ انبیاء کے اصولوں کا تحفظ ہو سکے۔ پورٹ سعید ایک بڑے امتحان سے گذر رہا ہے لیکن اس نے ساری دنیا کو بتا دیا ہے کہ مصر کبھی ہتھیار نہ ڈالے گا۔ پورٹ سعید کے لوگوں کی جانبازی اور دلیری نے سامراجیت کو شکست دی۔ یہ ان کی جوانمردی ہی ہے جس نے ساری دنیا کو برطانیہ اور فرانس کے خلاف کر دیا ہے۔

آج ہم اپنے ملک کی تاریخ اپنے خون سے لکھ رہے ہیں اور ہم خود اکیلے اپنی قسمت کو بنا رہے ہیں یہی وجہ ہے کہ ہم روحانی اور جسمانی طور پر پورٹ سعید کے ساتھ ہیں۔ میں ایک بجے دوپہر قاہرہ سے پورٹ سعید روانہ ہوا۔ جب مجھے خبر ملی کہ دشمن نے شہر پر حملہ کر دیا ہے جب تین بجے (صبح) میں وہاں پہونچا تو میں نے دیکھا کہ ہر مصری میدان جنگ میں جانے کے لئے تیار تھا یہ ہے حقیقی مصر۔ ہم اس تجربہ سے اور زیادہ مضبوط بن گئے ہیں۔ اگر ہم پر جنگ تھوپی گئی تو میں آپ کے ساتھ جنگ کرنے کا عزم رکھتا ہوں۔ ہم لڑیں گے اور کبھی اطاعت قبول نہ کریں گے۔

دوستو اور رفیقو! ہمارے نئے یکجہتی اور اتحاد کے سلسلہ میں مخالفانہ پروپیگنڈہ ہو رہا ہے لیکن میں آپ سے کہتا ہوں

عرب بھائی حیرت انگیز طور پر متحد ہو گئے ہیں۔ گذشتہ بدھ کو شاہ سعود نے مجھ سے ٹیلیفون پر گفتگو کی اور کہا کہ ان کی فوج اور ان کے ذرائع مصر کے لئے وقف ہیں۔ میں نے جواب دیا کہ مجھے اردن کی فکر ہے۔ مصر کی فوج اسرائیل کو ایسا سبق دیتی کہ وہ عمر بھر نہ بھولتا میرا ارادہ اردن میں پہونچنے کا تھا۔ شاہ سعود نے اپنی فوج اور اپنی دولت کو ہمارے ملک کے لئے وقف کرنے پر زور دیا اسی روز شاہ حسین نے مجھے ٹیلیفون کیا کہ اردنی فوج سہ طاقتی معاہدوں کی شرطوں کو پورا کرنے کے لئے تیار ہے لیکن میں نے انھیں کہا کہ میں اردن میں دوسرا محاذ کھولنا نہیں چاہتا۔ جنگ صرف مصر تک محدود رہنی چاہیئے۔ نیز یہ کہ اردن اور سعودی عرب کی فوجیں اسرائیل کا ممکنہ حملہ کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہیں۔ صدر شام نے جمعہ کے دن ٹیلیفون کیا۔ اور سہ طاقتی سمجھوتہ کی شرطوں پر عمل کرنے کے لئے کہا۔ لیکن میں نے اس پیش کش کو شکریہ کے ساتھ نامنظور کر دیا۔ ہم ایک نیا محاذ کھولنا نہیں چاہتے تھے عرب نیشنلزم کی عرب سے یہ ایک باعزت طرز عمل تھا۔ استعماریت نے خود دیکھ لیا ہے کہ کس طرح عراق سے مراکش تک کس طرح تمام عرب متحد ہیں۔ عربوں کو مشترکہ مقصد کے لئے کچھ نقصان برداشت کرنا پڑا ہے۔ آج برطانیہ عرب تیل حاصل نہیں کر سکتا عرب تیل کی پائپ لائنوں سے محروم ہو گئے۔ لیکن اس کے ساتھ انھوں نے دشمن پر بھی کاری ضرب لگائی ہے عرب حکومتوں اور عوام نے ایک ہو کر کام کیا ہے اور انھوں نے اتحاد عرب کو توڑنے کی تمام کوششوں کو ناکام بنا دیا ہے۔

دشمن نے ٹرانسمیٹروں پر بھی بمباری تا کہ عربوں کی آواز نہ سنی جا سکے۔ لیکن اب عربوں کی آواز پہلے سے بھی زیادہ زور کے ساتھ سنی جا سکتی ہے دشمن اس آواز کو خاموش کرنے میں ناکام رہا دس روز کی جنگ کے بعد آج ہم پہلے سے زیادہ مضبوط ہیں۔ ہماری فوج محفوظ ہے اور نقل وحمل کی گاڑیوں کا جو نقصان ہوا تھا اس کی بھی تلافی کر لی گئی ہے۔

جہاں تک فضائی بیڑہ کا تعلق ہے میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ واقعہ کیا ہوا پہلے تین دنوں میں ہمارے تین ہوائی جہاز ختم ہو گئے۔ بدھ کے دن جب اینگلو فرانسیسی فضائی بیڑہ کی بہت زیادہ تعداد میں ہوائی جہاز میدان میں آ گئے تو ہمیں دو باتوں میں سے ایک کو منتخب کرنا تھا اول یہ کہ ہمارا فضائی بیڑہ جنگ میں شریک ہو اور ہمارے ہوائی جہازوں کے ساتھ ہمارے طیارچی بھی تباہ ہو جائیں جنھیں چار سال میں ٹرینڈ کیا گیا تھا۔ اور یا یہ کہ ہوائی بیڑہ کو محفوظ رکھا جائے اور اسے صرف فیصلہ کن جنگ کے وقت استعمال کیا جائے برطانیہ کے مقصد کو ناکام بنانے کے لئے میں نے دوسری راہ اختیار کی جب طیارچیوں کو اس فیصلہ کی خبر کی گئی تو وہ بہت بگڑے وہ فوراً دشمن سے ٹکر لینا چاہتے تھے لیکن میں نے سخت احکام جاری کئے کہ وہ دشمن کا مقابلہ نہ کریں بلکہ طیارہ شکن توپوں کی تعداد بڑھا دی جائے۔ ہم نے ہوائی میدانوں پر تباہ ہونے کے لئے اپنے جہاز چھوڑ دئے لیکن وہ مصنوعی تھے اس طرح سے ہمارا فضائی بیڑہ بچا لیا گیا دشمن کا یہ تصور کہ ہمارا بیڑہ تباہ ہو گیا ہے! الکل بیہودہ بات ہے ہمارے ہوائی میدانوں اور وہاں کچھ سامان کا نقصان ضرور ہوا۔ لیکن ہمارے جہاز محفوظ ہیں۔ پرسوں ہمارے جہازوں نے پورٹ سعید کی جنگ میں کچھ حصہ لیا جس سے برطانیہ حیران رہ گیا۔ ہمارے بحری بیڑے نے بھی قابل تعریف خدمات انجام دیں۔

ہموطنو! اس حملہ کا مقصد مصری بری بحری اور ہوائی فوج کو تباہ کرکے پورے ملک پر قبضہ کرنا ہے لیکن ہماری تمام افواج ایسی ہی مضبوط ہیں جیسی جنگ سے پہلے تھیں ملک پہلے سے زیادہ متحد ہے۔ اس حماقت سے صرف دشمن ہی کو نقصان پہونچا ہے۔ انگریز کہتے تھے کہ وہ سویز کو کھلا رکھنا چاہتے ہیں لیکن انھوں نے بمباری سے جہازوں کو ڈبو کر اور ہزاروں برج کو تباہ کرکے نہر کو بند کر دیا ہے اس پل کو انھوں نے اس امید پر اڑایا تھا کہ وہ سینائی میں ہماری فوج کو مصر سے منقطع کر دیں ہم نے نہر کو کھلا رکھنے کی پوری پوری کوشش کی جب سے ہم نے نہر کا انتظام سنبھالا ہے اس وقت سے لے کر اب تک جب کہ برطانوی بمباری سے یہ نہر سویز بند ہوئی تین ہزار جہاز نہر سے گذر چکے تھے۔

اب میں یہ بتاتا ہوں کہ ہم نے جنگ بندی کی تجویز کو کیوں منظور کیا۔ جب ساری دنیا نے برطانیہ فرانس اور اسرائیل کے جارحانہ حملہ کی مذمت کی اور اقوام متحدہ نے مصر میں جنگ بندی کی قرارداد منظور کر لی تو مصر جو ایک امن پسند ملک ہے اس نے یہ قرارداد تسلیم کر لی۔ کیونکہ برطانیہ اور فرانس جو جنگی مجرم ہیں ساری دنیا سے الگ ہو گئے تھے۔ ایشیا افریقہ اور یورپ مصر کی حمایت کر رہے ہیں۔ اور انگریز اور فرانسیسیوں سے لڑنے کو تیار ہیں۔ برطانوی اور فرانسیسی رائے عامہ کا ایک حصّہ بھی ہمارا حامی ہے۔ تاہم برطانیہ، فرانس اور اسرائیل نے جنگ بندی سے انکار کر دیا وہ یہ سمجھتے تھے کہ مصر ایک لقمۂ تر بن کر ان کے دہن میں پہونچنے والا ہے وہ گولی چلانا بند کرنے کے بجائے گولیوں سے کھیلتے رہے۔ مصریوں کی دلیری کے باعث وہ جسے انگریز لقمۂ تر سمجھتا تھا کانٹا بن کر اس کے حلق میں پھنس گیا۔

دوسرے دن روس نے برطانیہ اور فرانس کو تنبیہ کی کہ اگر جنگ بند نہ ہوئی تو روس طاقت سے جواب دے گا۔ قبل اس کے کہ روس اپنی تنبیہ جاری کرے میں نے صدر امریکہ سے فون پر بات چیت کی انھوں نے کہا کہ امریکہ جارحانہ حملہ کے خلاف ہے اور امریکہ برطانیہ اور فرانس کے جارحانہ حملہ کو ختم کرنے کے لئے ہر ممکن کارروائی کرے گا۔ اس طرح روس اور امریکہ دو بڑے ملک ہمارے حامی ہو گئے۔ آزاد دنیا کے لیڈر جیسے مسٹر نہرو، ڈاکٹر سوکارنو اور مسٹر چو این لائی بھی ہمارے حامی ہیں ان سب نے برطانیہ اور فرانس کے جارحانہ حملہ کو جرم اور غیر انسانی قرار دیا۔ میرا یہ کہنا معنی رکھتا ہے کہ دس دن کی جنگ کے بعد مصر کی پوزیشن زیادہ مضبوط ہو گئی۔ مصری پہلے سے زیادہ متحد ہیں۔ ہماری مسلح افواج محفوظ ہیں اقوام متحدہ نے بہت تیزی سے اقدام کیا ہے جب برطانیہ اور فرانس نے جنگ بندی کے فیصلہ کو نہ مانا تو مسٹر ہیمرشیلڈ نے استعفیٰ دے دیا لیکن میں نے ان سے کام کرتے رہنے کو کہا تاکہ وہ ہماری جانب سے امن کے لئے لڑتے رہیں۔

یہ کہا گیا کہ مصر اقوام متحدہ سے علیحدہ ہو جائے لیکن ہم اس سے علیحدہ نہ ہوں گے کیونکہ ہم کو اپنی تحریک آزادی کے لئے سیاسی میدان میں بھی کام کرنا ہے جب ساری دنیا برطانیہ فرانس کے خلاف ہو گئی اور بین الاقوامی جنگ یقینی نظر آنے لگی تو بالآخر یہ دونوں ملک جنگ بند کرنے کیلئے تیار ہو گئے کل ۸ نومبر کو صدر آئزن ہاور نے اسرائیل کو تنبیہ کی کہ وہ مصر سے اپنی فوج ہٹالے اس تنبیہ کی وجہ سے اور روس کی تنبیہ کی وجہ سے اسرائیل اپنی فوج کو ہٹانے پر رضامند ہو گیا جب کہ ایک دن پہلے اس نے فوج ہٹانے سے انکار کیا تھا۔ میرے ہموطنو! جنگ ابھی ختم نہیں ہوئی ہے